السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

دونوں طرف ادھار والی بیع کا کیا حکم ہے جو فروختنی اشیناء کی خرید و فروخت کی طرح کی جاتی ہے اور وہ چیزیں اپنی جگہ پڑی رہتی ہیں اور یہ طریقہ ایسا ہے جو موجودہ دور میں بعض لوگوں کے ادھار لین دین میں رواج پا چکا ہے۔ ((ساری۔غ۔ا۔ القصیم

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ایسی چیز کا سودا کرے جس کا وہ ملک نہ ہو اور اس پر قابض نہ ہوچکا ہو۔ چنانچہ نبی ﷺ نے حکیم بن حزام سے فرمایا:

((لا تَبِعْ مالیس عِندَکَ))

''جو چیز تمہارے پاس موجود نہ ہو اس کا سودا مت کرو۔''

اور عبداللہ بن عمرو بن عاص کی حدیث میں ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لایَحِلُّ سَلَفٌ و بَیعٌ ولا بَیعُ مالیس عِندَکَ))

''ادھار بیع کی شرط پر جائز نہیں اور نہ ہی اس چیز کی بیع جائز ہے جو تمہارے پاس موجود نہ ہو۔''

اس حدیث کو پانچوں محدثین نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا۔ اسی طرح مذکورہ دونوں حدیثوں کی رو سے یہ بھی جائز نہیں کہ کوئی شخص کوئی چیز خرید کر جب تک اس پر قبضہ نہ کرلے، وہ اس کی بیع نہیں کرسکتا۔

نیز وہ حدیث جسے امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا اور اسے ابن حبان اور حاکم نے صحیح قرار دیا کہ زید بن ثابت b فرماتے ہیں:

((نَھیٰ رَسولُ اللہ ان تُباعُ السِّلَعُ حیثُ تُبتاعُ، حتیٰ یَحُوزَھا التُّجّارُ اِلیٰ رِحالِھم))

''رسول اللہ ﷺ نے اسی جگہ فروختنی اشیاء کو فروخت کرنے سے منع فرمایا جہاں وہ خریدی گئیں تاآنکہ تاجر لوگ انہیں اپنے ٹھکانوں پر منتقل نہ کرلیں۔''

نیز اس روایت کی رو سے بھی جسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبداللہ بن عمر سے روایت کیا۔ وہ کہتے ہیں:

((لقدْ رَأَیتُ النّاسَ فِی عَھدِ رَسُولِ اللَّہِ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْتَاعُونَ جزَافًا یَعْنِی الطَّعَامَ یُضْرَبُونَ أَنْ یَبِیعُوہُ فِی مَکَانِھِمْ حَتَّی یُؤْوُوہُ اِلیٰ رِحالِھم))

''میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ غلہ کے ڈھیر کا سودا کرلیتے اور اسی جگہ بیچ دینے پر انہیں مار پڑتی تھی۔ تاآنکہ وہ اس ڈھیر کو اپنے ٹھکانوں تک نہ لے جائیں۔''

اور اس معنی میں بہت سی احادیث ہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ دارالسلام

ج1

محدث فتویٰ